DEPARTMENT OF URDU

Langat Singh College, Muzaffarpur

NAAC Grade – 'A'

(A Constituent unit of B.R.A. Bihar University, Muzaffarpur)

DR. MUSTAFIZ AHAD
Assistant Professor
Mob- 9955722260, 9472079131

Email:- ahadmustafiz@gmail.com
lscollegeprincipal@gmail.com

Ref. No:..................

Date :........................

B.A. Urdu (Hons) part II

Paper III

Topic :- Marsia nigari ke Ajzaay Tarkibi

29/9/20

B.A. Urdu (Hons) Part II
Paper - III

ڈاکٹر مستفیض احد

مرثیہ نگاری کے اجزائے ترکیبی

کسی عزیز و قریب کی موت کے رد عمل میں پیدا ہونے والے الم انگیز تاثرات کے منظوم پیرایۂ بیان کو مرثیہ کہتے ہیں۔ مگر اردو شاعری میں مرثیے کا موضوع بالخصوص واقعہ کربلا رہا ہے۔ مجالس و ماتم کے مواقع پر مذہبی جذبات کی تسکین کیلئے مرثیے لکھے جاتے رہے ہیں۔ اسی لئے مرثیوں کو ایک خالص تخلیقی صنف سخن کے طور پر تسلیم کرنے سے شروع میں گریز کیا جاتا رہا۔ میر انیس اور مرزا دبیر نے اس صنف سخن کی روایتوں کو منزل کمال سے آشنا کیا۔ اب یہ حقیقت تسلیم کی جانے لگی ہے کہ اردو میں بھی ایک ایسی صنف سخن ہے جس کے اندر ڈرامہ کیفیات و مناظر پیش کرنے کی صلاحیت موجود ہے اس جہت سے صنف مرثیہ دوسری تمام اصناف شاعری سے جداگانہ مزاج و انداز رکھتی ہے۔

ابتدا میں مرثیہ بہت مختصر ہوتا تھا اور اس کی کوئی خاص شکل متعین نہ تھی۔ کچھ مدت کے بعد اس نے مربع کی شکل اختیار کر لی یعنی اس میں چار چار مصرعوں کا ایک ایک بند ہونے لگا۔ انیس کے زمانے سے کچھ پہلے چار چار مصرعوں کے بندوں کی جگہ چھ چھ مصرعوں کے بند ہونے لگے یعنی مرثیہ مسدس کی صورت اختیار کر گیا تھا۔

مرثیہ کے اجزائے ترکیبی مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) چہرہ۔ صبح کا منظر، رات کا سماں، دنیا کی بے ثباتی، باپ بیٹے کے تعلقات، سخن کی دشواریاں، اپنی شاعری کی تعریف، حمد، نعت، منقبت، مناجات، وغیرہ تمہید کے طور پر بیان کئے جاتے ہیں۔

(2) سراپا:۔ اس حصے میں مرثیے کے ہیرو کے قد و قامت، خال و خط وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔

(3) رخصت:۔ ہیرو کا حضرت امام حسین سے جنگ کی اجازت لینا اور میدان جنگ میں جانے کیلئے عزیزوں سے رخصت ہونا۔

(4) آمد:۔ ہیرو کا گھوڑے پر سوار ہو کر شان و شوکت کے ساتھ رزم گاہ میں آنا۔ آمد کے سلسلے میں گھوڑے کی تعریف بھی کی جاتی ہے اور میدان جنگ کا نقشہ بھی عموماً بیان کیا جاتا ہے۔

P.T.O

(5) رجز :- ہیرو کی زبان سے اپنے نسب کی تعریف، اپنے اسلاف کے کارناموں کا بیان اور فنِ جنگ میں اپنی مہارت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ یعنی جنگ سے پہلے ہیرو اپنا تعارف بیان کرتا ہے۔ اپنے کمالات اور جنگ سے متعلق ہنر کا بیان کرتا ہے۔

(6) جنگ :- ہیرو کا کسی نامی پہلوان سے یا دشمن کی فوج سے بڑی بہادری کے ساتھ لڑنا۔ جنگ کے ضمن میں ہیرو کے گھوڑے اور تلواروں کی بھی تعریف کی جاتی ہے۔

(7) شہادت :- ہیرو کا دشمنوں کے ہاتھوں سے زخمی ہو کر شہید ہونا۔

(8) بین :- ہیرو کی لاش پر اس کے عزیزوں، بالخصوص عزیز عورتوں کا رونا۔

(9) دعا :- عام طور پر مرثیہ کے اجزائے ترکیبی میں دعا کی شمولیت نہیں ہوتی ہے لیکن دعا بھی اس کا ایک اہم جز ہے۔ بین کے بعد خدائے وحدہٗ لاشریک سے مرنے والوں کی تسکین کیلئے دعا کی جاتی ہے۔

انیس اور مرزا دبیر کے مرثیوں میں بالعموم یہ اجزا پائے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ لازمی نہیں ہے کہ ہر مرثیے میں کل اجزاء ہوں اور بالکل اسی ترتیب سے ہوں۔ بعض مرثیوں میں شہادتِ امام حسین کے بعد کے واقعات لکھے گئے ہیں۔ مثلاً اہلِ بیت کا کربلا سے دمشق تک سفر کرنا، ان کا زندانِ شام میں قید رہنا، یزید کی بیوی ہندہ کا ان سے قید خانے میں ملنا، ان کا قید سے چھوٹ کر مدینے واپس جانا۔ ظاہر ہے کہ ایسے مرثیوں میں اجزائے مذکورہ کا ہونا ممکن ہی نہیں۔

انیس اور مرزا دبیر کے مرثیوں کو اور اس قبیل کے تمام مرثیوں کو مرثیہ اسی بنا پر کہتے ہیں کہ ان کا بنیادی موضوع ہی ہر [illegible] کا غم ہوتا ہے اور اب بھی ان میں کربلا کے مجاہدوں کی شہادت کا بیان غمناک انداز میں کرنا ضروری ہے، ورنہ ظاہر ہے کہ جس نظم کا مرثیہ ان اجزائے ترکیبی سے بنتا ہو، اس کو مرثیہ کہنا کچھ زیادہ مناسب نہ تھا۔ [illegible] یہ ہے کہ انیس کا مرثیہ حقیقت میں ایک خاص قسم اور ایک خاص طرز کی منظومہ ہوتا ہے، جس کی ترکیب

میں مرثیت کا عنصر لازمی طور پر موجود ہوتا ہے۔ اس لئے نظم کا میدان مرثیے سے کہیں زیادہ وسیع ہے، بلکہ معنوی حیثیت سے شعر کی جتنی قسمیں کی جا سکتی ہیں یہ ان سب پر حاوی ہیں۔ بعض لوگ جو اس حقیقت پر نظر رکھتے ہیں ان شعروں کے نام سے دھوکا کھا کر طرح طرح کے بیجا اعتراض کرنے لگتے ہیں۔ حالی لکھتے ہیں۔ "مرثیہ میں رزم و بزم اور فخر و خود ستائی اور سراپا وغیرہ کو داخل کرنا علمی عقیدہ اور لڑائی بھڑائی، گھوڑے اور تلوار وغیرہ کی تعریف میں نازک خیالیاں اور بلند پروازیاں کرنا اور شاعرانہ ہنر دکھانا، مرثیہ کے موضوع کے بالکل خلاف ہیں۔"

بے شک مرثیہ میں ان چیزوں کی گنجائش نہیں ہوتی۔ لیکن ڈرامہ لکھتے میں یہ سب کچھ ہو سکتا ہے اور ہونا چاہئے۔ اور یہ بیان ہوا ہے کہ میر انیس کے مرثیے اصل میں ڈرامہ لکھے ہیں۔ حالی خود بھی اس حقیقت سے بے خبر نہ تھے۔ شہدائے کربلا کے مرثیوں کی ابتدا جو ارتقا اور اس کے اسباب کا ذکر کرنے کے بعد خود تحریر فرماتے ہیں "یہ ترقی جو اس صنف مرثیہ کی ترقی نہ تھی بلکہ اردو شاعری میں ایک قسم کا ایجاد تھا۔"

تعجب ہے کہ مرثیے کا یہ حال خود سمجھ لینے کے بعد خواجہ صاحب نے میر انیس کے مرثیوں کو معمولی مرثیے کے معیار پر جانچنا کیوں کر جائز سمجھا۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ انیس کے مرثیوں کے جو مقامات مرثیے کے عام مفہوم کے اعتبار سے بھی مرثیہ کہے جا سکتے ہیں، وہاں نہ رزم ہے نہ بزم، نہ فخر ہے نہ خود ستائی، نہ گھوڑے کی تعریف نہ تلوار کی توصیف۔ یہ چیزیں وہیں رہتی ہیں جہاں ڈرامہ ہوتا ہے۔

24/7/20